فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

تم میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)

امام احمد رضا کا عالمی ریکارڈ

(نہایت قلیل وقت میں ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی تکمیل)

از پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

از

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی

نام .... امام احمد رضا کا عالمی ریکارڈ
(نہایت قلیل وقت میں ترجمہ قرآن کنزالایمان کی تکمیل)

از .... پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سنہ اشاعت ۱۴۴۶ھ/۲۰۲۵ء

طباعت .... ایک ہزار

نگرانِ طبع .... اقبال احمد اختر القادری

حروف سازی .... وامق انصاری، کراچی
0300-2393848

ناشر .... ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ہدیہ 60/-

ملنے کا پتہ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا: ۲۵۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی
فون: 021-32725150 ، واٹس ایپ: 0303-9205511 +92
E.mail : imamahmadraza@gmail.com / www.itiar.com

”صحیح معنوں میں یہ ہستی

(امام احمد رضا)

...... نوبل پرائز ......

کی مستحق ہے“

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد

(وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، انڈیا)

عالمی اہمیت و عالمی ریکارڈ

(از: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ کی عالمی اہمیت کی حامل شخصیت اور اُن کی عالمگیر دینی و علمی اور تجدیدی خدمات آج سارے عالم پر بادل بن کر چھائی ہوئی ہیں...... جن سے نہ صرف اپنے بلکہ ان سے نظریاتی اختلاف رکھنے والے بھی سیراب ہو رہے ہیں، جس سے ان کی عالمی اہمیت عیاں ہے...... کیمرج یونی ورسٹی' برطانیہ کے سابق استاد عالمی شہرت یافتہ مصنف و محقق ڈاکٹر محمد ہارون لکھتے ہیں کہ:

> "عالمی حیثیت کی حامل وہی شخصیت ہوسکتی ہے جو دور جدید کی خوفناک شکستوں اور ناکامیوں میں انسانیت کی رہنمائی کی اہلیت رکھتی ہو۔اسی وجہ سے امام احمد رضا کی عالمی اہمیت مسلم ہے"۔

(The World Importance of Imam Ahmed Raza Khan Barelvi
by: Dr. Muhammad Haroon, England 1994)

اس زاویئے سے دیکھیں تو امام احمد رضا کی عالمی اہمیت نمایاں نظر آتی ہے، انہوں نے

تمام عمر نہ صرف عقائدِ اسلام اور مسلمانوں کا جدید دنیا کے لا دینی حملوں کے خلاف دفع کیا، بلکہ علوم وفنون کی بقا و تحفظ کے لیے لازوال کاوشیں کیں جو اُن کی شخصی اہمیت کو عالمی سطح پر اُجاگر کرتی ہیں......انہوں نے ہر اس شخص کے لاینحل سوال کا جواب دیا جس نے ان سے رابطہ کیا، وہ اپنے سائل کو ایسا تشفی بخش جواب دیتے ہیں کہ کسی پہلو سے تشنگی باقی نہیں رہتی......ممتاز ریاضی داں اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد جب ان کے پاس اپنا ایک ریاضی کا لاینحل مسئلہ لے کر آئے تو امام احمد رضا نے چند منٹوں کی ایک ہی نشست میں ان کا مسئلہ حل کر کے انہیں حیران کر دیا، جس پر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے ان کی علمی استعداد کو عالمی ریکارڈ قرار دیتے ہوئے انہیں ”نوبل پرائز کا مستحق“ قرار دیا...... چنانچہ مفتی برہان الحق جبل پوری‘ امام احمد رضا کے تعلق سے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے تاثرات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان (امام احمد رضا) کے سوا شاید ہی ہو، اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی مذہبی اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابلہ، توقیت وغیرہ اتنی زبردست قابلیت اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلہ کو ہفتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی، حضرت نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے، مگر گوشہ نشینی، ریا اور نام و نمود سے پاک شہرت کی طالب نہیں“۔

(مفتی برہان الحق جبل پوری، اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی)

آج ایک طالب علم کسی بھی مخصوص شے کے بارے میں تو خوب جانتا ہے مگر اس کے علاوہ بے خبر ہے......حتیٰ کہ ایک پروفیسر بھی اپنے چھوٹے سے مخصوص مضمون کے بارے میں علم کے علاوہ کچھ نہیں جانتا......تعلیم یافتہ طبقہ بھی اپنے ماضی سے کٹ چکا ہے......اب پڑھا لکھا طبقہ سابقہ ادوار کے روایتی علوم اور حکمت و دانش کو چھوئے بغیر محض اپنے محدود مضامین کا مطالعہ کرتا

ہے اور بس، ایک ماہر فلکیات صرف عصری فلکیات کا علم رکھتا ہے، اسے اس حکمت و دانش کی ذرہ بھر خبر نہیں ہوتی جو دو سو سال قبل کے ماہر فلکیات کو حاصل تھی...... امام احمد رضا اس علمی روایت کے احیاء و بقا کے لیے عالمی سطح پر سامنے آئے جو مشرق و مغرب میں اپنی موت مر چکی تھی، ان کا مقصد علم کو ممکنہ حد تک وسیع کرنا تھا، ایسا علم جس کا ایک ہزار سالہ قدیم روایت سے گہرا رابطہ ہو، اسی سبب امام احمد رضا اپنی کتابوں میں ایک ہزار سال پہلے تک کے مصنفین کے حوالے دیتے نظر آتے ہیں...... وہ صرف قرآن و حدیث نہیں بلکہ فلکیات، سیاسیات، معاشیات، بینک کاری اور کرنسی نوٹ تک کے سوالوں پر بھی سیر حاصل رائے دیتے ہیں...... آج ساری دنیا سائنس سے مانوس نظر آتی ہے چاہے وہ اسلام سے متصادم ہی ہو! لیکن امام احمد رضا نے آج سے سو سال قبل سائنس کے خلاف جو علمی و عقلی جہاد کیا وہ بڑا حیران کن ہے...... سائنس پر امام احمد رضا کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ انہوں نے سائنسدانوں کی کس طرح علمی گرفت کی ہے...... ان کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں، وہ کسی بھی طرح انکی تردید کی اجازت نہیں دیتے...... ان کا نظریہ تھا کہ سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق تسلیم نہیں کیا جا سکتا، اگر کوئی اسلام میں سائنس سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے کوئی تبدیلی لانا چاہتا تو وہ اسے ٹھوس علمی دلائل سے لاجواب کر دیتے تھے، یہ بھی ان کی عالمی اہمیت کی ایک دلیل ہے۔

عہد جدید ایجاد و اختراع کا عہد ہے مگر امام احمد رضا نے ہر ایجاد و اختراع کو قرآن کریم کی کسوٹی پر پرکھا...... چنانچہ ماہر رضویات، سیدی اُستاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:

> "ایجاد و اختراع کا دار و مدار فکر و خیال پر ہے، خیال کو اساسی حیثیت حاصل ہے، قرآن کریم میں خیالوں کی ایک دنیا آباد ہے اور عالم یہ ہے کہ ؎
>
> مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!
>
> ہر خیال اپنے دامن میں صدیوں کے تجربات و مشاہدات سمیٹے ہوئے ہے،

جس نے قرآن کی بات مانی اس نے مختصر زندگی میں صدیوں کی کمائی کمالی...... امام احمد رضا انہیں سعادت مندوں میں سے تھے جنہوں نے سب کچھ قرآن سے پایا، وہ قرآن کا زندہ معجزہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدّنی اور فیض سماوی سے نوازا تھا"۔

(امام احمد رضا اور علوم جدیدہ وقدیمہ، مطبوعہ کراچی، ص: ۷)

امام احمد رضا کی عالمی اہمیت کا ایک عنصر یہ بھی ہے کہ آپ نے "کنزالایمان" کے نام سے جو ترجمۂ قرآن فرمایا اس میں تقدیس الوہیت اور شان رسالت کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم کے نظریات کو بھی پیش نظر رکھا ہے...... چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی لکھتے ہیں:

"راقم الحروف جغرافیہ کا طالب علم ہے، جن آیات میں ارضیات اور جغرافیائی معاملات کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان آیات کا جس Scientific انداز میں ترجمہ کیا ہے، اسے پڑھ کر عصری درسگاہوں کے Geographer and Geologist بھی حیرت میں پڑ سکتے ہیں کہ جو تھیوریز آپ کی حیاتِ ظاہری کے بعد منظرِ عام پر آئی ہوں انہوں نے ان سے بہت پہلے ان تھیوریوں سے تطبیق رکھتا ہوا ترجمہ رقم فرمایا ہے"۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ ستمبر ۲۰۲۲ء)

ان کا ترجمۂ قرآن کیا ہے گویا خزینۂ ایمان وعرفان ہے...... یہ ترجمہ تفاسیر کا آئینہ اور قرآن کریم کا عام فہم اردو ترجمہ ہے جس کا مطالعہ ایمان کی تازگی کا سبب بنتا ہے...... اس میں اسلاف کی تفاسیر کا نچوڑ بھی ہے...... یہ مسلکِ سلف صالحین کا ترجمان بھی ہے...... یہ ترجمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان وعظمت کو بھی صحیح معنوں میں اُجاگر کرتا ہے

......اس کے مطالعہ سے ایمان میں پختگی اور اسلاف سے محبت وعقیدت میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کی عالمی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ ایک متحرک مصنف و محقق تھے...... محققین لکھتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ہر چند گھنٹے میں دنیا کو ایک علمی تصنیف دیتے نظر آتے ہیں...... چنانچہ ماہنامہ المیزان، ممبئی کے مدیر علامہ سید محمد جیلانی لکھتے ہیں:

"اگر ہم ان کی علمی و تحقیقی خدمات کو ان کی 66 سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر 5 گھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے نظر آتے ہیں، ایک متحرک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے"۔

(از علامہ سید محمد جیلانی، ماخوذ از المیزان کا امام احمد رضا نمبر، مارچ ۱۹۸۶ء، ممبئی)

امام احمد رضا جس برق رفتاری سے ہر 5 گھنٹے بعد ایک کتاب تصنیف کر کے عالم اسلام کو دیتے دکھائی دیتے ہیں یہ فقط اُن ہی کا عالمی ریکارڈ ہے......ان کی دیگر تصانیف کی طرح ترجمہء قرآن "کنزالایمان" بھی اپنی مثال آپ ہے......اس میں حزم و احتیاط کا پہلو بھی ہے، شرعی احکام کا پاس ولحاظ بھی...... قرآن کی منشا و مُراد کی پاس داری بھی ہے، قرآن کریم سے قریب کرنے کی کاوش بھی...... تفسیری مہارت کا شاہکار "کنزالایمان" عشق و محبت میں ڈوبا ہوا قرآن کریم کا نہایت عمدہ اور مثالی ترجمہ ہے...... چنانچہ حضرت محدث اعظم لکھتے ہیں:

"جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا، جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن (کی روح) ہے"۔

(مفتی محمد حنیف رضوی، جامع الاحادیث، ج۸: ص:۱۰۱، لاہور)

ہمہ جہت خوبیوں کے حامل اس ترجمہء قرآن کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ برسوں کی مشاقی، محنت اور جہدِ مسلسل کے بعد یہ ترجمہء قرآن وجود میں آیا ہوگا...... مگر آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ حقیقتاً ایسا نہیں...... کنزالایمان ایسا ترجمہء قرآن ہے جسے امام احمد رضا نے کثرتِ کار کے ہجوم میں تنگیٔ وقت کے باعث اپنے شاگرد و خلیفہ صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی (مصنف بہارِ شریعت) کو چند مختصر مخصوص نشستوں میں زبانی اِملا کرایا تھا...... پیشِ نظر مقالہ میں فاضل مقالہ نگار مشفقِ من پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید حبہٗ نے ان نشستوں کی تفصیلات کو محقق کر کے ترتیب وار پیش کیا ہے کہ کس طرح امام احمد رضا نے نہایت قلیل وقت میں ترجمہء قرآن کنزالایمان کی تکمیل فرما کر نیا عالمی ریکارڈ قائم فرمایا...... موصوف امام احمد رضا کے اس عالمی ریکارڈ کی تفصیلات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "ان ۳۲۵ر صفحات میں سے ۲۴۲ر صفحات میں کل ۳۴ نشستیں قائم ہوئیں جو تاریخ کے ساتھ محفوظ ہیں اور اہم ترین بات یہ کہ سب نشستیں مغرب تا قبل عشاء قائم ہوئیں، نہ رات میں نہ قیلولہ کے وقت اور یہ نشستیں بھی سب گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی نہ تھیں اس میں ۱۰-۱۲ نشستیں مختصر بھی تھیں جب کہ ۸۳ر صفحات کی نشستوں کا ریکارڈ اس مسودہ میں موجود نہیں اگر ہر نشست کا دورانیہ ایک گھنٹہ بھی لگا لیا جائے اور مختصر نشست کا دورانیہ آدھا گھنٹہ لگایا جائے تو یہ ۳۷ر نشستوں کا کل وقت ۲۰-۲۲ گھنٹے بنتا ہے اور اس اوسط سے جو صفحات ۸۳ر موجود نہیں ان کے اوقات بھی اگر اسی تناسب سے نکالے جائیں تو ۸-۱۰ گھنٹے کی نشستیں بنتی ہیں اس لیے کل ۴۰ر نشستیں ۴۰ر گھنٹوں میں پائے تکمیل کو پہنچیں۔ اس قلیل وقت میں دنیا

کی مشکل ترین کتاب کلام اللہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ بغیر کسی
کتاب کی مدد کے اور بغیر کسی کتاب کو دیکھے فی البدیہہ ترجمہ مکمل املا کروا دیا
تھا بلکہ اسی طرح جس طرح کوئی لکھا ہوا ترجمہءِ قرآن پڑھتا جائے اور
تیزی سے لکھنے والا لکھتا جائے، یہ ہے "ھذا من فضل ربی" کا پرتو۔

فاضل پروفیسر صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام احمد رضا نے ایک صدی قبل مختلف مختصر نشستوں کے دوران صرف ۴۰ر گھنٹوں میں ترجمہءِ قرآن کنز الایمان کی تکمیل فرما کر ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم فرما دیا تھا۔

ماشاءاللہ فاضل پروفیسر صاحب امام احمد رضا اور دین اسلام کے حوالے سے نت نئے موضوعات پر نئی نئی تحقیقات پیش کرتے رہتے ہیں...... ان کی نگارشات کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ ان میں پہلے سے لکھی ہوئی باتوں کو دہرایا نہیں جاتا بلکہ ہر مرتبہ کوئی نا کوئی نئی تحقیق سامنے آتی ہے...... مولیٰ تعالیٰ انہیں اور ان کے قلم کی جولانیوں کو سلامت رکھے اور یہ یونہی اپنی تحقیقاتِ نو سے عالم اسلام کو سیراب کرتے رہیں۔ آمین

۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ — از دانشجوئے رضویات
۲۳ر مارچ ۲۰۲۵ء — ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، کراچی
mothereilmi@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امام احمد رضا کا عالمی ریکارڈ

(نہایت قلیل وقت میں ترجمۂ قرآن کنز الایمان کی تکمیل)

ارشاد قرآن مجید:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ

(المجادلۃ: ۲۲)

"یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی"۔

سورۃ المجادلۃ کی اس آیت مبارکہ کا تفسیری نوٹ تفسیر ضیاء القرآن سے ملاحظہ کیجیے۔ حضرت پیر کرم شاہ الازہری تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا وہ خوش نصیب اور ارجمند حضرات ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا۔ یہ نقش نہ مٹ سکتا ہے نہ دھندلا پڑ سکتا ہے اور ان کو اللہ نے اپنی جانب سے روح سے تقویت (مدد) بخشی۔ روح کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"المراد بالروح نور القلب وھو نور یقذفه اللہ تعالٰی فی قلب من

یشاء من عبادہٖ تحصل بہ الطمانیة"۔

یعنی روح سے مراد وہ نور ہے جو اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اس نور سے ان کو طمانیت وتسکین (اطمینان) نصیب ہوتا ہے (روح المعانی)"۔

آگے صاحب تفسیر ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

"کیونکہ اس کی وجہ سے (بروح منہ) پاکیزہ ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے اس لیے اسے بطور مجاز روح فرمایا گیا"۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی تفسیر اشرفی میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یہ ہی وہ ہیں کہ نقش کردیا گیا ان کے دلوں میں ایمان کو"۔ یعنی ایمان کو ان کے دلوں میں ثابت کردیا یا ایمان کو اس کے لوازم یعنی اخلاص اور استقامت وعدہ کے ساتھ ان کے دلوں میں اکھٹا کردیا اور تائید فرمائی ان کی روح سے یعنی رحمت یا نصرت یا نور ہدایت سے اپنی طرف کی روح سے۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ مدد دی ان کو جبرائیل علیہ السلام سے یا قرآن کے سبب سے"۔ (تفسیر اشرفی جلد دہم، ص:۲۸، مطبوعہ نیویارک)

ان دونوں تفاسیر کی روشنی میں یہ بات واضح نظر آرہی ہے کہ اللہ عزوجل جس کے دل میں چاہے ایمان (کامل) نقش فرمادے اور جب اس کے دل میں نقش فرمادیتا ہے تو اپنی طرف کی روح بصورت جبرائیل علیہ السلام یا غیبی مدد سے اس کی تائید کرتا ہے اور وہ پھر دین کے ایسے کام کرجاتے ہیں کہ لوگوں کو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی کم مدت میں کیسے اتنے زیادہ علمی اور قلمی کام کر گئے۔ مثلاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے زیادہ طویل حیات نہ پائی مگر کم وقت میں متعدد معرکۃ الآرا

ضخیم کتب کئی کئی جلدوں میں تحریر فرمادیں کہ عقل حیران ہے اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنہوں نے کئی سو کتب تحریر فرمائیں اسی طرح ابن العربی حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل قلم کی تصانیف کی تعداد کو جب دیکھتے ہیں اوران کی مدت تحریر کو جب موازنہ کرتے ہیں تو عقل ضرور حیران ہوتی ہے مگر یہ ہی آیت کریمہ اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ جب اللہ ان کے دلوں میں ایمانِ کامل نقش کر دیتا ہے تو وہ ہی تائید غیبی کے اسباب بناتا ہے اوران کے لیے وقت میں اور کام میں برکتیں عطا فرماتا ہے اور انسان ان کے کام کو دیکھ کر یہ ہی کہتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے خادم اور وزیر اور اُمتی آصف بن برخیا کے لیے کہا تھا جب وہ اس تخت کو یمن سے اُٹھا کر پلک جھپکنے سے قبل ان کے سامنے لے آیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا:

فَلَمَّا رَءَاهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّى لِيَبْلُوَنِىٓ ءَأَشْكُرُ

(سورۃ النمل: ۴۰)

"پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا کہ یہ تو میرے رب کا فضل ہے"۔

اب اللہ عزوجل کے ایک اور بندے "احمد رضا" کا تعارف کراتا چلوں جن کا ضخیم قلمی کام "هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّى" کا بھرپور عکس ہے۔ ان کے دل میں اللہ عزوجل نے اول ایمان نقش کر دیا اور پھر اسکی ایسی تائید غیبی فرمائی اور اپنی طرف کی روح سے ایسی مدد فرمائی کہ انہوں نے قرآن عظیم جیسی کتاب کا ترجمہ بزبانِ اردو انتہائی قلیل مدت میں املا کرا دیا اور جو ایمان کا خزانہ ان کے دل میں نقش تھا انہوں نے قرآن کے اردو ترجمہ کو بعنوان "کنز الایمان" کاغذ پر ثبت کیا اور بعمر ۵۸ رسال ۱۳۳۰ھ میں اس ایمان کے خزانے کو لوگوں کے لیے عام کر دیا۔ اس تفصیل سے قبل کے کتنی کم مدت میں احمد رضا نے ترجمۂ قرآن مکمل فرمایا، پہلے ان کی دیگر دینی، علمی و قلمی کارناموں سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی ابن مولانا مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خان بریلوی (بانئ دارالافتاء بریلی ۱۲۴۶ھ) کا مختصر علمی تعارف ملاحظہ ہو۔سب سے پہلے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا مسلک خود ان کی زبانی بتاتا چلوں جو ان کے تحریر شدہ رسالوں میں کئی جگہ لکھا موجود ہے کہ خود ان کا یعنی امام احمد رضا خان کا مذہب و مسلک کیا ہے:

وبعد فقال العبد الملتجی الٰی ربہ القوی عن شر کل غوی وغبی عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی ملة والسنّی عقیدة والحنفی عملا و القادری البرکاتی الاحمدی طریقة وانتسابا والبریلوی مولودًا موطناً۔۔۔

(ترجمہ) بعد ازیں ہر گمراہ اور کند ذہن کے شر سے رب قوی کی پناہ کا طلبگار، اس کا خطا کار بندہ احمد رضا کہتا ہے جو ملت کے اعتبار سے محمدی، عقیدہ کے اعتبار سے سنی، عمل (تقلید) کے اعتبار سے حنفی، طریقت و انتساب کے اعتبار سے قادری (نسبت شیخ عبدالقادر جیلانی) برکاتی (نسبت سید شاہ برکت اللہ مارہروی) احمدی (نسبت سید آل احمد قادری مارہروی دادا مرشد) مولود و وطن کے اعتبار سے بریلوی (پیدائش شہر بریلی ۱۲۷۲ھ)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد: ۳۰، ص: ۷ ۳۷ مطبوعہ لاہور)

آپ کی قلمی شہادت سے واضح ہو گیا کہ آپ کسی نئے مسلک کے موجد نہیں بلکہ اسی قدیم مسلک یا مذہب اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں اور تقلید میں حنفی ہیں چنانچہ آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ نے کوئی نیا مسلک ایجاد کیا بالکل لغو بات ہے اور سو فیصد جھوٹ پر مبنی ہے امام احمد رضا اپنی بیان کی گئی تمام نسبتوں کا کئی مقام پر ذکر کرتے ہیں مگر جگہ جگہ اس طرح دعا گو بھی

نظر آتے ہیں، ایک عربی خطبہ میں اس طرح عرض گزار ہیں:

(ترجمہ) "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس کے حکم سے آسمان قائم ہے۔ درود وسلام ہو اس ذات پر جس کے ذریعہ روشن شریعت (شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارکان قائم ہیں وہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے میلاد (پیدائش) کے وقت عالی مرتبت ملائکہ نے قیام کیا (کھڑے ہوکر استقبال کیا) اور آپ کی آل واصحاب پر (درود وسلام) جو صبح وشام آپ کے آداب وتعظیم کی بجا آوری میں قائم رہے۔ میں گواہی دیتا ہوں (شہادت امام احمد رضا) کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں' وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء کرام کے متولی ونگراں ہیں' آپ پر اور تمام انبیاء پر درود وسلام ہو جب تک کہ غبار آلود درخت تسبیح کے ساتھ قائم رہیں، جب تک آسمان کے ستارے بارگاہ حیی وقیوم میں سجدہ کرتے رہیں۔ آمین

مقام محمود اور شفاعت کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عاجزانہ قیام کرتے ہوئے کہتا ہے عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی' اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرمائے اور اسے سلف وصالحین کا قائم مقام بنائے۔ آمین"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۲۶،ص:۴۹۶ مطبوعہ لاہور)

ان دونوں فتاویٰ کی تحریروں سے واضح ہو گیا کہ امام احمد رضا خان اپنے زمانۂ حیات میں اپنے اسلاف (صحابہ تا بارہویں صدی تک کے علماء ومشائخ) کے پیروکار اور ان کے قائم مقام سنی حنفی عالم دین تھے۔

اب ملاحظہ کریں ان کی علمی مہارت کے چند چیدہ چیدہ واقعات ۔امام احمد رضا کے سگے بھتیجے مولانا مفتی حسنین رضا خاں قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) ابن مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی بریلوی المعروف استادِ زمن مولانا حسن رضا خاں (المتوفی ۱۳۲۶ھ) اپنی تصنیف "سیرت اعلیٰ حضرت" میں امام احمد رضا کے ابتدائی دور تعلیم کی جھلک قلمبند کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اعلیٰ حضرت قبلہ (تایا، استاد، مرشد، شیخ مجاز) کا دورۂ تعلیم بھی عجیب و غریب واقعات کا مجموعہ ہے، اول تو آپ کو آپ کے والد ماجد (مولانا مفتی محمد نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے (بحیثیت استاد) کوئی درسی کتاب پوری نہ پڑھائی۔ جب وہ دیکھتے تھے کہ امن میاں (پیار کا نام) یعنی احمد رضا درسی کتاب کے مصنف کے طرز تحریر سے خوب واقف ہو گئے ہیں اور اپنا بقیہ سارا سبق (خود) مطالعہ ہی سے نکال لیتے ہیں اور اس کتاب میں کچھ مشکل مقامات ہوتے تو والد ماجد ان پر عبور کرا دیتے اور پھر دوسری کتاب شروع کرا دیتے ۔ شاید ہی کوئی (ضخیم سے ضخیم) کتاب پوری پڑھائی ہو۔اس طرح وہ نہایت ہی قلیل مدت میں تمام درسی علوم کے سمندروں کو عبور کر گئے اور اپنی عمر کے چودھویں ہی سال (مکمل ہونے سے قبل) میں دستارِ فضیلت حاصل کر کے فتویٰ نویسی کے بارے اپنے والد ماجد کو انھوں نے بالکل سبکدوش کر دیا تھا۔ ورنہ ان کے (احمد رضا کے) فتاویٰ اور رسائل کا اتنا بڑا ذخیرہ دنیا کے سامنے موجود نہیں ہوتا (فتاویٰ رضویہ کی ۱۲/ضخیم جلدیں اور ہزار کے قریب عربی، فارسی اور اردو میں لکھے گئے رسائل)" (مولانا حسنین رضا خان ''سیرت اعلیٰ حضرت''، ص:۴۹ مطبوعہ کراچی)

امام احمد رضا نے کب فراغت حاصل کی خود ان کی تحریر سے ملاحظہ کیجیے:

''میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا تو یہ واقعہ نصف شعبان (۱۵) ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں ۱۳/ سال ۱۰/ ماہ اور ۵/ دن کا تھا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے (یعنی آپ بالغ ہوئے)''۔

(الاجازت المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینہ، مجموعہ رسائل رضویہ، ص:۳۰۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء)

دورِ طالب علمی میں ایک حاشیہ پر اعتراض کا حل:

مولانا حسنین رضا قادری رضوی بریلوی اپنی کتاب میں ایک اہم واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک موقع پر جب آپ کتاب ''مسلم الثبوت'' پڑھ رہے تھے وہاں قاضی محب اللہ بہاری بن عبدالشکور (م۔ ۱۱۱۹ھ) کی ایک عبارت پر والد ماجد نے اعتراض کیا تھا اس کو امام احمد رضا نے کیسے رفع کیا ملاحظہ کریں واقعہ:

''ہندوستان کے علماء میں ملک العلماء حضرت مولانا عبدالعلی بحر العلوم اور پھر مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی کثیر التصانیف مصنف گزرے ہیں مگر ان کی تصانیف میں علوم وفنون جدیدہ کا وجود نہیں ملتا، اس اعتبار سے بھی اعلیٰ حضرت قبلہ ہندوستان بھر کے علماء میں خاص امتیاز رکھنے والے عالم ہیں ان کے دور تعلیم کا ایک واقعہ بھی سن لیجیے۔

ان کے دور میں چھاپے خانے عام نہ تھے۔ لہٰذا اکثر درسی کتابیں قلمی معرّا (جس کتاب پر حاشیہ لکھا ہوا نہ ہو) پڑھائی جاتی تھیں۔ وہ مسلم الثبوت (مصنفہ محب اللہ بہاری) پڑھ رہے تھے اور وہ زیادہ رات تک مطالعہ کرتے تھے۔ جس مقام پر ان کو سبق ملنے والا تھا وہاں ان کے والد ماجد

نے مصنف کی کتاب پر اعتراض کیا ہوا تھا جو انھوں نے حاشیہ پر درج کر کے چھوڑ دیا تھا، جب اعلیٰ حضرت قبلہ کی نظر اس اعتراض پر پڑی تو آپ کی طبیعت میں یہ بات آئی کہ مصنف کی عبارت کا حل اس طرح کیا جائے کہ اس عبارت پر اعتراض وارد ہی نہ ہو۔ آپ اس حل کو رات ایک بجے تک سوچتے رہے بالآخر تائید غیبی سے (وایدیھم بروح منہ) سے وہ حل میں آ گیا۔ آپ کو انتہائی مسرت ہوئی اور اس وفور مسرت میں آپ کے دونوں ہاتھ سے (زوردار) تالی بج گئی اس سے پورا گھر جاگ گیا اور کیا ہے کیا ہے شور مچ گیا۔ آپ نے اپنے والد ماجد کو کتاب کی عبارات اور اس کا عام مطلب اور اس پر ان کے (والد کا) اعتراض سنانے کے بعد اپنی طرف سے اس عبارت کی ایسی تقریر (وضاحت) کی کہ وہ اعتراض ہی نہ پڑا (جو والد نے لگایا تھا)۔ اس پر والد نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا' امن میاں تم مجھ سے پڑھتے نہیں بلکہ مجھے پڑھاتے ہو"۔

(مولانا حسنین رضا خاں ''سیرت اعلیٰ حضرت''ص:۴۹۔۵۰ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام اس واقعہ پر توجہ فرمائیں کہ درسی کتاب 'مسلم الثبوت' ابتدائی درجہ کی کتاب نہیں بلکہ آخری درجے میں پڑھائی جاتی ہے اور امام احمد رضا خان اس کتاب میں اپنے والد ماجد کا اعتراض رفع کر رہے ہیں اور صاحبِ مصنف کی عبارت کا دفع کر رہے ہیں اور عمر ابھی ۱۰/تا ۱۲/سال ہوگی۔ یہاں سے اندازہ کیجیے کہ اللہ کی تائید غیبی ان کو کس درجہ حاصل تھی یہاں برملا کہا جائیگا کہ" هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ "۔

حیرت انگیز قوت حافظہ:

اب ملاحظہ کریں چند انتہائی تعجب خیز اور حیرت انگیز قوت حافظہ کے واقعات جس کے

بعد یہ یقین پختہ ہو جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے دین کی خدمت لینا چاہتا ہے تو ان کو کس طرح اپنی روح کی جانب تائید غیبی سے مدد فرماتا ہے۔ مولانا محمد امانت رسول قادری برکاتی نوری پیلی بھیتی خلیفۂ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبزادۂ صغیر امام احمد رضا خان) نے اپنی تصنیف "تجلیات امام احمد رضا" میں کئی ایسے حیران کن واقعات نقل کیے ہیں جن کو پڑھ کر تعجب ہوتا ہے مگر یوں یقین کر لیا جاتا ہے کہ اللہ جس کو جس طرح نوازنا چاہے نواز دے جس کو جتنا علم دینا چاہے دے دے اور جس سے جتنا کام لینا چاہے لے لے۔ مولانا امانت رسول قوت حافظہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

''ملک العلماء حضرت ظفرالدین بہاری اول تلمیذ، مرید اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے وہاں امام المحدثین سلطان المفسرین مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ العزیز (م۔ ۱۳۳۴ھ) کے کاشانۂ مبارک پر قیام ہوا۔ اثنائے گفتگو میں کتاب "عقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ" کا ذکر نکلا۔ حضرت وصی احمد سورتی نے فرمایا یہ کتاب میرے کتب خانے میں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں نے ابھی تک نہیں دیکھی جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجیے گا۔ محدث صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خواہش قبول کر لی اور اسی وقت دونوں جلدیں لا کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کر دیں مگر ساتھ ہی ساتھ فرمایا جب ملاحظہ فرما لیں تو واپس بھیج دیجیے گا۔ اعلیٰ حضرت کا اگرچہ اسی دن پیلی بھیت سے واپسی کا ارادہ تھا لیکن کچھ مریدوں نے دعوت کر دی اور رات کو قیام کرنے پر بہت اصرار کیا جس کی وجہ سے وہ رات پیلی بھیت ہی میں رُک گئے اور کاموں سے فراغت کے بعد اس ضخیم کتاب

کی دونوں جلدوں کا شروع سے آخر تک مکمل مطالعہ فرمالیا اور دوسرے دن یعنی صبح کتابیں میرے ذریعہ واپس کردیں۔ حضرت وصی احمد محدث سورتی کے دل میں خیال گزرا کہ شاید اعلیٰ حضرت میرے اس جملے سے کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو کتابیں واپس بھیج دیجیے گا، وہ ناراض ہوگئے اور کتابیں واپس کردیں۔ لہٰذا محدث سورتی صاحب اعلیٰ حضرت کے واپسی کے وقت دوبارہ کتاب کی دونوں جلدیں لے کر آئے اور اعلیٰ حضرت سے کتاب جلدی واپس کرنے کی وجہ دریافت کی۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کل رات ہی کو چلا جاتا تو یہ جلدیں ساتھ لے جاتا لیکن کل واپس جانا نہ ہوا۔ چنانچہ رات میں دونوں جلدیں کامل دیکھ لیں اس لیے اب ان کو لے جانے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ حضرت محدث صاحب کچھ مزید کہتے اس سے پہلے ہی اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔اس کتاب میں فہرست مضامین نہیں تھی فقیر نے کتاب کی پشت پر فہرست مضامین بھی قلمبند کردی، ملاحظہ فرمالیجیے گا۔

محدث صاحب نے سوال کیا کہ کیا اتنی ضخیم جلدوں کا ایک دفعہ کا دیکھ لینا ہی کافی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ دو تین مہینوں تک جہاں کہیں ان کتب کی عبارت کی ضرورت ہوگی اپنے فتاوٰی میں لکھ دونگا اور کتاب کے مضامین تو ان شاء اللہ تمام عمر کے لیے محفوظ ہوگئے۔

حیرت انگیز تھی قوت حافظہ ہے کرامت ہر ایک آپ کا واقعہ
آپ کا دور حاضر میں ثانی نہیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا“

(مولانا امانت رسول ''تجلیات امام احمد رضا''ص: ۶۳۔۶۴ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! آخری الفاظ پر غور کریں کہ ضخیم جلدوں کی عبارتیں صفحات کی نشاندہی کے ساتھ تو مہینوں میرے ذہن میں محفوظ رہیں گی جب کہ کتاب کے تمام مضامین عمر بھر کے لیے میرے ذہن میں نقش رہیں گے اور کیوں نہ رہیں کہ جس کے دل میں اللہ ایمان کا خزانہ نقش کر دے اس کے ذہن میں یقیناً اس کتاب کے تمام مضامین ثبت رہیں گے، یہاں یقیناً ''ھذا من فضل ربی'' کا کلمہ صادق آتا ہے۔

پندرہ پشتوں کی وراثت کا مسئلہ فوری حل کر دیا:

مولانا امانت رسول قادری برکاتی ایک اور حیرت انگیز قوت حافظہ کا واقعہ اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ امام احمد رضا خان نے وراثت کا مسئلہ جو ایک دونہیں ۱۵/ پشتوں میں وراثت تقسیم کرنے کا تھا اس کا فی الفور اور فل بدیہہ زبانی جواب انتہائی قلیل وقت میں دے دیا۔ ملاحظہ کریں اس واقعہ کی تفصیل:

''محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد میاں اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ اعلیٰ حضرت/م۔ ۱۳۸۳ھ) فرماتے ہیں۔ میں نے حساب کی تعلیم اسکول میں پڑھی تھی لہٰذا الفرائض میں حساب کی مشق پڑھی ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت علم الفرائض کے استفتاء اکثر میرے سپرد فرماتے تھے۔

ایک دفعہ پندرہ بطن (۱۵/پشتوں والا مسئلہ) کا سامنا ہوا کہ (۱۵/ پشت پہلے) مورثِ اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں ورثاء ہونگے مجھ کو اس کے جواب میں دو رات اور ایک دن مسلسل محنت کرنا پڑی۔ آنہ پائی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کیا۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ اعلیٰ حضرت کو استفتاء سناؤں کہ بہت طویل تھا کہ فلاں مرا اور فلاں کو وارث چھوڑا پھر

فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے، صرف ناموں تعداد اتنی بڑی تھی کہ فل اسکیپ سائیز کے دو صفحے ناموں سے بھرے ہوئے تھے۔
جب میں استفتاء پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت کی انگلیاں حرکت میں ہیں، اِدھر استفتاء ختم ہوا اُدھر بلا کسی تاخیر کہ ارشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا ہے۔ درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ زبانی بتا دیا۔ میں حیران و ششدر رہ گیا کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا ہر ایک کا نام بار بار پڑھ کر قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف اگر زندہ ورثاء کے نام پوچھے جائیں تو بغیر استفتاء اور جواب دیکھے بغیر نہیں بتا سکتا۔
یہ اعلیٰ حضرت کا کیا تبحر کیا وسعت کیا مدارک یہ کتنی شاندار کرامت ہے کہ ایک بار اتنا پیچیدہ مسئلہ جو ۱۵/ پشتوں پر مشتمل ہے سنا اور درجنوں ورثاء کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا وراثت کا حصہ اسی طرح بتا دیا کہ جیسے کئی مہینوں تک کوشش کر کے حصہ و نام کو رٹ لیا ہو''۔

(مولانا امانت رسول قادری ''تجلیات امام احمد رضا'' ص: ۶۴۔۶۵)

قارئین کرام! یہ واقعہ تو پچھلے واقعہ سے بھی زیادہ حیران کن ہے کہ اس میں تو ایک عبارت تسلسل سے ہوگی مگر یہاں تو وراثت کا معاملہ کتنا پیچیدہ کہ مؤرث اعلیٰ کی وراثت اس کے اول ورثاء میں تقسیم ہوئی پھر اس کی وراثت بلکہ کئی ورثاء کی وراثت ان کی ورثاء میں تقسیم ہوئی اس دوران ورثاء میں چند کا انتقال ہوا پھر اس کی وراثت تیسرے پشت کے ورثاء میں اور اس طرح ۱۵/ پشتوں تک نام بنام اور حصہ دار کو اسکا حصہ کتنا ملے گا سب زبانی فی الفور بتا دینا یقیناً ایک کرامت کہی جا سکتی ہے مگر دراصل یہ ''وایدھم بروح منہ'' کی تجلی ہے جو امام احمد رضا خان کے ساتھ ساتھ ہے اس لیے اس کو ''ھذا من فضل ربی'' ہی کہا جائے گا۔

امام احمد رضا بغیر کتاب دیکھے کیوں جواب دیتے ہیں:

ان چند واقعات سے یہ بات تو واضح ہے کہ امام احمد رضا کا ذہن طالب علمی ہی کے دور سے اس قوت حافظہ کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ ہر کتاب صرف ایک دفعہ دیکھتے اور پڑھتے اس کتاب کے کل مضامین ان کے ذہن میں ایسے نقش ہو جاتے جیسے آج ہم کمپیوٹر پر ایک فائل کو پلک جھپکتے ہی نقش کر دیتے اور ایک بٹن دبائیں تو پوری فائل کی پی۔ڈی۔ایف کھل جاتی ہے جس کو دیکھ کر پڑھا جاسکتا ہے یہی صورت حال امام احمد رضا کے قوتِ حافظہ کی ہے کہ جب وہ کسی بھی موضوع کی کتاب کو پڑھتے ہیں تو اس کے صفحات ان کے ذہن میں نقش ہوتے چلے جاتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنے ذہن میں محفوظ نقش کو اس طرح سناتے یا بتاتے ہیں کہ جس طرح کوئی کتاب کو کھول کر پڑھ رہا ہو۔ امام احمد رضا خان کے ذہن میں ان نقوش کی تفصیل کی وجہ خود ان کی زبانی ملاحظہ کریں جس کو کتاب ''تجلیات امام احمد رضا'' میں مولانا امانت رسول نے نقل فرمایا ہے:

> ''بعد نماز جمعہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ایک موقع پر پھاٹک والے مکان میں تشریف فرما تھے حاضرین کا مجمع تھا، لوگ مسائل پوچھ رہے تھے اعلیٰ حضرت ہر ایک سائل کا جواب دیے جا رہے تھے اس موقع پر اعلیٰ حضرت کے ایک خلیفہ سید (مفتی غلام جان) صاحب جام جودھپوری علیہ الرحمۃ (م۔۱۳۷۹ھ) ان سے عرض کرتے۔ حضور میں دیکھتا ہوں کہ ہر سائل کے ہر مسئلے کا حل آپکی نوک زبان پر ہوتا ہے۔ کبھی کسی مسئلے کی نسبت حضور کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ کتاب دیکھ کر یا بعد میں جواب دیا جائے گا۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت آبدیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: سید صاحب قبر میں مجھ سے ہر مسئلے (قبر کے تین سوالات) کی نسبت سوال ہوگا کہ اس میں تیرا

کیا عقیدہ ہے وہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا''۔

(مولانا امانت رسول ''تجلیات امام احمد رضا، ص:۸۹ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! یہ جواب وہی دے سکتا ہے جس کے دل میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور پھر ہر لمحہ تائید غیبی سے اس کی مدد کی گئی ہو۔ اس سے قبل مقالہ کے عنوان پر مزید گفتگو کروں یہاں اپنے ایک گمان کا اظہار کرتا چلوں کہ جب سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے قبر کا تیسرا سوال کیا گیا ہوگا ما کنت تقول فی ھذا الرجل اور ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ دکھا کر پوچھا گیا ہوگا کہ احمد رضا اس ذات سے متعلق تم دنیا میں کیا کہا کرتے تھے تو امام احمد رضا خان نے اپنا سارا نعتیہ کلام سنا دیا ہوگا چند مطالع ملاحظہ کریں:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

سرورِ کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

قلیل وقت میں حیرت انگیز تحریریں:

قارئین کرام ملاحظہ کریں قلیل وقت میں چند تحریری حیرت انگیز واقعات کہ امام احمد رضا نے چند گھنٹوں کی نشستوں میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے ضخیم مقالات یا کتب یا فتاویٰ تحریر کردیے، اور نہ صرف اردو بلکہ عربی و فارسی زبان میں بھی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی دوسرا حج کرنے اپنے بڑے صاحبزادے مولانا مفتی محمد حامد رضا خان اور دیگر احباب کے ساتھ ۱۳۲۳ھ میں حج سے قبل مکہ مکرمہ میں مقیم تھے تو آپکے پاس گورنر مکہ کی طرف سے ایک استفتاء آیا کہ آپ کے متعلق یہاں ہند کے بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کو اللہ کے علم کے مطابق بتاتے ہیں تو آپ اس کی وضاحت کریں۔

امام احمد رضا خان نے اس سوال یا استفتاء کا جواب دیتے ہوئے عربی زبان میں ایک طویل مقالہ جو طباعت کے بعد ۱۰۰/صفحات سے زیادہ صفحوں پر مشتمل تھا لکھ کر گورنر مکہ کو پیش کیا اور ان کی موجودگی میں وہ پورا مقالہ علماء حرمین اور عالم اسلام کے مقتدر علماء و مشائخ کے سامنے پڑھا گیا اور سب نے اس کی حمایت کی جس میں انھوں نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ کے ذاتی علم غیب کی وسعتوں کا بیان کیا تھا۔ اس کا صرف ایک اقتباس ملاحظہ کریں پھر بتاتا ہوں کہ امام احمد رضا خان نے کتنے قلیل وقت میں ایسا جامع مقالہ عربی زبان میں سیکڑوں حوالا جات کے ساتھ لکھ دیا جب کہ ایک کتاب بھی ان کے پاس موجود نہ تھی۔ اللہ ان کی مدد کرتا رہا اور انہوں نے مستند مقالہ اس موضوع پر مکمل کر لیا جس کا نام انھوں نے ''الدولة المکیة بالمادة الغیبة'' رکھا اس کا ایک اقتباس علم الٰہی اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

> ''اللہ عزوجل کے جاننے (علم الٰہی) والے انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مؤمنین میں جو باہم مراتب کا فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بنا پر ہے۔ (جو جتنا جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد

تک انھیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہونگے مگر قدر متناہی پر اور ہمیشہ معرفت الٰہی سے غیر متناہی باقی رہے گا تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہیں ہو گی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہوسکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔ اس واسطے کے بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور وہ دریائے ذخار بھی متناہی ہے اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اس لیے ہم بوند کے اس حصے کے برابر یکے بعد دیگرے ان سمندروں میں سے پانی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئیگا کہ ختم اور فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہے لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصوں کے امثال لیتے چلے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہوسکتی یہ ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل (کے علم) پر"۔

(امام احمد رضا "الدولۃ المکیۃ" مترجم مولانا حامد رضا خاں، ص: ۳۲۔ ۳۳ مطبوعہ کراچی)

امام احمد رضا نے اس کے بعد علم الٰہی عطائی جو اس نے اپنے انبیاء عظام کو اور بالخصوص نبی الانبیا علیہ السلام کو دیا اس پر تفصیل سے دلائل وشواھد کے ساتھ بحث کی جس کو سن کر علماء حرمین اور علماء عرب وعجم نے آپ کو وقت کا "محدث"، "مجتہد" اور "مجدد" تسلیم کیا یہ تفصیل آپ کو مختلف رسائل میں مل جائے گی جو اس کتاب کے بعد لکھے گئے۔ یہاں آخر میں اس ۱۰۰ ار صفحات سے زیادہ عربی زبان میں لکھے گئے اس رسالے کے لکھنے کی رفتار اور بغیر کسی کتاب کی موجودگی

کے کم وقت میں لکھے گئے دلائل کا وقتِ قلیل ملاحظہ کریں۔

"الحمدللہ بندہ ضعیف (امام احمد رضا خان ہندی) نے ان (سو صفحات) کا پہلا حصہ پہلے دن ساتھ گھنٹے میں پورا کر دیا تھا پھر اس میں فائدے کے لیے نظر ششم بڑھائی (پہلے پانچ نظر صرف سات گھنٹے میں) اور آج با وصف کثرت اشغال کے دوسرے حصے کو بعد ظہر کے لکھا اور اسے ایک گھنٹے سے کچھ زائد میں تمام کر دیا تو بحمدللہ ۲۷/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ روز چہار شنبہ کو عصر سے پہلے پورا کر دیا گیا"۔ (ایضاً،ص:۲۳۹ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! آپ نے قلم کی رفتار ملاحظہ کی کہ صرف ۷ سے ۸ گھنٹوں میں عربی زبان میں ایک مبسوط اور مفصل کتاب بغیر حوالاجات کی مدد کے ایک مشکل عنوان پر بہت روانی کے ساتھ اپنے صاحبزادے کو املا کرادی اور جب یہ مقالہ یا رسالہ عرب وعجم کے علماء ومشائخ اور گورنر مکہ پاشا آفندی کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا تو تمام مشائخ کتاب کا مضمون جس میں علم الٰہی کی منتہا اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وسعتوں کا بیان تھا' سن کر مطمئن ہو گئے۔ یہ حقیقتاً "ھذا من فضل ربی" کا عکس اور "ایدھم بروح منہ" کا جمال تھا جو امام احمد رضا کے قلم سے دریا کی رفتار سے زیادہ روانی سے بہتا نظر آ رہا تھا۔

اسی دوران ایک اور استفتاء آپ کو بھیجا گیا جس میں ایک عالم اسلام کے لاینحل مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ آپ اس مسئلہ کا حل بتائیں کہ دور حاضر میں سکوں کی بجائے جو کاغذی نوٹ کے ذریعہ تجارتی لین دین شروع ہوا ہے اس پر آپ کا کیا مؤقف ہے۔ یہ استفتاء جو ۱۲/سوالات پر مشتمل تھا مکہ مکرمہ کے جلیل القدر عالم دین مفتیٔ مکہ اور امام شیخ عبداللہ میرداد مکی اور شیخ ابوالخیر کے صاحبزادے نے امام احمد رضا کو بھیجا تھا اور آپ سے جلد جواب طلب کیا تھا کیونکہ آپ چند دنوں بعد مدینہ منورہ روانہ ہونے والے تھے۔ امام احمد رضا کو جب یہ استفتاء

موصول ہوا تو انھوں نے اس اہم ترین مسئلہ کے جواب کے لیے حامی بھر لی اگرچہ قافلہ روانہ ہونے میں دو دن باقی تھے اور خود سخت بخار میں مبتلا بھی تھے مگر سائل کو جواب دیا کہ روانگی سے قبل جواب دے دیا جائے گا۔ امام احمد رضا اپنے صاحبزادے کو لے کر حرم شریف بیت اللہ کے سامنے بیٹھ گئے اور اسی اللہ سے تائید غیبی کی اُمید کے ساتھ اس کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ یہ جواب بھی عربی زبان میں دو نشستوں میں مکمل املا کروا دیا اور اس رسالے کا نام رکھا۔

كفل الفقيه الفاهم في احكام قرطاس الدراهم ۱۳۲۴ھ

(کاغذی نوٹ کے بارے میں سمجھدار فقیہ کا حصہ)

امام احمد رضا نے اس رسالے کو بھی بغیر کسی کتاب اور حوالہ کی مدد کے اپنی خداداد صلاحیت اور اللہ کی دی ہوئی یادداشت کی بنیاد پر انتہائی مدلل اور ناقابل یقین فتویٰ بصورت رسالہ کفل الفقیہ لکھ کر علماء کے حوالے کر دیا۔ جب علماء نے اس کو پڑھا تو اکثر حیرت زدہ تھے کہ اب تک کسی بھی عربی یا عجمی عالم اور مفتی نے نہ تو اتنا مدلل جواب لکھا اور نہ کسی نے مسئلہ کا حل بتایا۔ ہر کوئی یہ کہتا رہا کہ یہ علماء کے کندھوں پر ذمہ داری ہے کہ اس کا حل نکالیں مگر ہندی عالم دین نے اس کا حل پیش کر دیا اور اسلام کے علم کو بلند رکھا، یہ ہے "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ" کا فضل ربی امام احمد رضا کے قلم میں، جس کے باعث آپ تمام مفتیان عالم اسلام کے درمیان "اعلیٰ حضرت" کہلانے کے مستحق ہوئے۔ امام احمد رضا نے اس لاینحل مسئلہ کو کس طرح مضبوط دلائل کے ساتھ حل کیا وہ تو کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی صاحبِ علم ہی صحیح اندازہ کر سکتا ہے یہاں ایک اقتباس کے ذریعہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امام احمد رضا نے کس جزیہ کی بنیاد پر کاغذی نوٹ کو مال ثابت کر کے اس سے تجارتی لین دین کو جائزہ بتایا، ملاحظہ کیجیے اقتباس خاص:

> "آپ کا پہلا سوال آپ کے سب سوالوں کی اصل ہے (کہ کیا وہ کاغذ کا ٹکڑا مال ہے یا دستاویز کی طرح کوئی سند) اس لیے کہ جب اس کاغذ کے

ٹکڑے کی حقیقت معلوم ہو جائیگی تو سب احکام (بقیہ ۱۱/سوالوں کے) واضح ہو جائیں گے جن میں کوئی شبہ نہ رہے گا۔ اس کی اصل تو معلوم ہے کہ وہ (نوٹ) کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے اور کاغذ مال متقوم ہے (مال متقوم: جس مال سے مسلمان کو نفع اُٹھانا ممکن ہو اور شرعاً جائز ہو)۔۔۔۔۔

۱) شرع مطہر نے کبھی مسلمان کو اس سے نہ روکا کہ وہ اپنے پارۂ کاغذ میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ (فتاویٰ شامی)

۲) مال وہ چیز ہے کہ وقت حاجت اس سے نفع لینے کے لیے اُٹھا رکھا جائے (ردالمحتار)

۳) محقق علی الطلاق علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن الہمام اپنی کتاب فتح القدیر میں رقمطراز ہیں "اگر اپنے کاغذ کے ٹکڑے کو کوئی ہزار روپے میں بیچے تو وہ بلا کراہت جائز ہے اور اگر تحقیق کیجیے تو یہ بعینہٖ نوٹ کا جزیہ ہے"۔ کہ ان امام نے اس کی پیدائش (کاغذ کے نوٹ کے اجراء کے وقت) سے ۵۰۰ برس پہلے فرمادیا کہ یہ وہ کاغذ ہے جو ہزار کو بکتا ہے اور کچھ اچھنبا نہیں ایسی کرامتیں ہمارے علمائے کرام سے بکثرت ثابت ہوئیں۔۔۔ تو کوئی شک نہیں کہ نوٹ بذات خود قیمت والا مال (مال متقوم) ہے کہ بکتا ہے اور مول لیا جاتا ہے اور جتنی باتیں مال میں جاری ہیں سب اس میں جاری ہوتی ہیں"۔

(امام احمد رضا، کفل الفقیہ الفاھم، ص: ۲۱۔ ۲۲ مطبوعہ اسلام آباد
/ فتاویٰ رضویہ جلد: ۱۷، ص: ۳۹۸۔ ۳۹۹ مطبوعہ لاہور)

اس رسالے کو اس وقت کے موجود علماء عرب وعجم نے سنا اور پڑھا اس کی نقلیں لیں اور

سب نے یک زبان مدحیں کیں ایک مدح ملاحظہ کیجیے:

''حافظ کتب الحرم فاضل سید اسماعیل خلیل حنفی آفندی نے جب اس کا مطالعہ شروع کیا اس وقت فقیر (احمد رضا) بغیر تعارف کے ان کے سامنے موجود تھا اوران سے کوئی تعارف نہ تھا نہ اس سے قبل میں نے ان کو دیکھا تھا نہ انھوں نے مجھے دیکھا تھا، حضرت کے بھائی سید مصطفیٰ آفندی بھی موجود تھے، حضرت مفتی اسماعیل آفندی نے رسالہ مطالعہ کرتے کرتے دفعتًہ تعجب کے ساتھ اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

این کان الشیخ جمال بن عبداللہ بن عمر من ھذا البیان او لفظھما ھذا معناہ

(یہ مضمون یعنی عبارتِ صاحب القدیر کیسے شیخ جمال سے اوجھل رہی)۔"

(ایضاً ص:۱۶۱،مطبوعہ اسلام آباد)

اب ملاحظہ کریں کہ امام احمد رضا نے باوجود بخار اور کمزوری کے دن کے کتنے قلیل عرصے میں اتنی اہم معلومات عربی زبان میں تحریر کردیں جس کو عرب وعجم کے علماء تحریر کرنے سے قاصر رہے مگر جس پر اللہ کا فضل ہو اور اس کو تائید غیبی مسلسل حاصل ہو تو کیوں نہ وہ اللہ کے فضل کا مظاہرہ کریں اس کا اظہار انھوں نے اپنے رسالے کے آخر میں کیا ہے آپ رقمطراز ہیں:

"وھاب جل جلالہ کی توفیق سے جواب تمام ہوا اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے آگے اور پیچھے اور نہاں وعیاں اور میں نے اس کا نام کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ) رکھا تاکہ نام سال تصنیف کی علامت ہو اور بندہ ضعیف نے شنبہ (ہفتہ) کے دن لکھنا شروع کیا تھا پھر اتوار کو بخار عود کر آیا تو پیر کے دن پھر دن چڑھے میں نے اسے تمام کیا اور محرم الحرام کی ۲۳ر تاریخ کو ۱۳۲۴ھ فارغ ہوا (تقریباً ڈیڑھ

دن سے کم میں رسالہ لکھا)"۔ (ایضاً ص:٩٩ مطبوعہ اسلام آباد)

قارئین کرام! آپ نے یہ دو رسائل بزبان عربی بغیر کسی کتاب کی موجودگی کہ گھنٹوں میں لکھے جانے کی حقیقت جانی، دراصل یہ سب "ھذا من فضل ربی" کا نتیجہ ہے کہ اللہ عزوجل جب اپنے بندے کی تائید غیبی فرماتا ہے تو اس سے ایسے ہی کارنامے کرواتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اللہ عزوجل نے امام احمد رضا کے دل میں سورۃ المجادلۃ کی آیت دل میں القا فرمائی کہ اس آیت پر غور کرو کہ یہ تمہارے سالِ پیدائش کی تاریخ ١٢٧٢ بنتی ہے اور اُمید رکھو کہ تمہاری غیبی مدد کی جائے گی۔

أُوْلَٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (المجادلۃ:٢٢)

"یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی"۔

امام احمد رضا نے اسی آیت سے علم الاعداد کے اعتبار سے ١٢٧٢ نکال کر اپنے سال پیدائش کا سن ١٢٧٢ھ استخراج کیا تھا۔

امام احمد رضا کے تمام قلمی کام، رسائل کی صورت میں یا فتاویٰ کی صورت میں یا طویل نعتیہ قصائد کی صورت میں اکثر قلیل وقت میں لکھے گئے اس دعویٰ کی حقیقت جاننے کے لیے فتاویٰ رضویہ اور ان رسائل کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

یہاں صرف ان کی نشاندہی کرنا چاہوں تو صفحات کم پڑ جائیں گے۔ اس تمہید کے بعد آپ کو امام احمد رضا کا حفظ قرآن کا حیران کن واقعہ اور اس کے بعد ترجمۂ قرآن کا کسی بھی زبان میں قلیل ترین وقت میں ترجمہ کرنے کا حیرت انگیز حقیقت پر مبنی واقعہ معہ دلیل وثبوت پیش کرنا چاہوں گا، پہلے ملاحظہ کریں قرآن مجید کا حفظ کا واقعہ بقلم امام احمد کے سوانح نگار اور تذکرہ نگار مولانا امانت رسول قادری، وہ "تجلیات امام احمد رضا" میں آپ کے حفظ قرآن کا حیرت انگیز

واقعہ نقل کرتے ہیں اورانھوں نے بتایا کہ امام احمد رضا نے رمضان المبارک کی مغرب سے عشاء تک کی مختصر نشستوں میں ایک ماہ میں قرآن حفظ کر کے مصلیٰ پر سنا بھی دیا تھا، آپ رقمطراز ہیں:

”امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مظہراتم' نائب اکرم اور چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ امام احمد خاں صاحب فاضل بریلی علیہ رضوان کی خدمت میں ایک صاحب نے عریضہ بھیجا اس عریضہ میں اعلیٰ حضرت کے القاب کے ساتھ ساتھ ان کو حافظ بھی لکھ دیا۔ اعلیٰ حضرت اس وقت تک حافظ قرآن نہیں تھے۔ شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خان (م۔ ۱۳۸۰ھ) کا بیان ہے کہ اس عریضہ کو سن کر اعلیٰ حضرت قبلہ کے چشم مبارک میں آنسو بھر آئے اور فرمانے لگے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے حق میں قرآن کریم فرماتا ہے:

وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا (آل عمران: ۱۸۸)

(اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو)

یعنی جب ان لوگوں کی تعریف میں ایسی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو ان کے اندر نہیں تو وہ اپنی اس تعریف کو پسند کرتے ہیں“۔

یہ واقعہ ۲۹؍ شعبان المعظم کو ہوا تھا (مؤلف نے سال نہیں لکھا لیکن حوالہ چونکہ شیر بیشہء اہلسنت کا ہے اور ان کو اعلیٰ حضرت کے آخری سالوں میں شاگردی اور محفل میں بیٹھنے کا موقع ملا تھا اس لیے راقم قیاس کرسکتا ہے کہ یہ واقعہ ۱۳۳۰ھ تا ۱۳۴۰ھ کے درمیان کا ہوگا)۔

آگے چل کر مولانا امانت رسول رقمطراز ہیں:

” دوسرے ہی دن سے قرآن پاک حفظ کرنا شروع فرمادیا جس کا وقت دورانہ عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت ہونے تک مخصوص تھا اس

مختصر وقت میں حفظ کرنے والا نرالا طریقہ ملاحظہ فرمائیے:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مولوی حکیم شاہ ابو العلا امجد علی اعظمی صاحب رضوی انصاری قدس سرہ القوی (م۔۱۳۶۷ھ) مصنف "بہار شریعت" قرآن مجید کی صرف ایک دفعہ تلاوت فرماتے تھے اور اعلیٰ حضرت سنتے تھے پھر جماعت قائم ہوتی تھی اور اعلیٰ حضرت جتنا قرآن عظیم (پارہ سوا یا ڈیڑھ پارہ) صدر الشریعہ سے سنتے تھے وہ سب آپ تراویح کی جماعت میں مصلیٰ پر سنا دیتے تھے، کبھی ایک پارہ کبھی ڈیڑھ پارہ، روزانہ یہی معمول رہا یہاں تک کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو حفظ قرآن عظیم پورا کرلیا اور صرف ایک مہینے کی مدت میں حافظ قرآن ہوگئے اور رمضان المبارک کی ۲۷ رویں شب کو تراویح میں قرآن عظیم کی تلاوت کرکے ختم کردیا اور فرمایا کہ الحمد للہ ہم نے کلام پاک کو ترتیب کے ساتھ یاد کرلیا اور یہ اس لیے کہ بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو۔

بڑی خوبی تو یہ تھی کہ عشاء کے وضو فرمانے کے بعد جماعت قائم ہونے تک کے مختصر سے وقت میں ہر روز ڈیڑھ پارہ زبانی صرف ایک دفعہ سُن کر حفظ کرلیتے اس کے باوجود ان کے مشاغل روزمرہ میں کہ فتاویٰ مبارک لکھتے، مسائلِ شریعت اور خدا اور رسول کے فرامین مقدسہ سنانے وروزانہ کے مشاغل دینیہ میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ پڑا۔ ؎

حیرت انگیز تھی قوت حافظہ صرف ایک ماہ میں حفظ قرآن کیا

آپ کا دور حاضر میں ثانی نہیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا"

(از مولانا امانت رسول "تجلیاتِ امام احمد رضا" ص:۵۹۔۶۰ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! آپ نے حفظ قرآن کا پورا واقعہ سنا اور پڑھ لیا کہ رمضان المبارک کی عشاء کی اذان تا فرض جماعت کے قیام کے دورانیہ میں مولانا امجد علی اعظمی نے پارہ یا ڈیڑھ پارہ صرف ایک دفعہ سنایا، امام احمد رضا نے بغور اس کو سنا اور سنتے سنتے یاد بھی ہو گیا اور اس وقت مصلیٰ پر جا کر جتنا سنا تھا وہ تراویح کی ۲۰؍رکعتوں میں سنا دیا، اس طرح ستائیس مختصر ترین نشتوں میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا۔ مولانا امانت رسول نے آخر میں لکھا کہ ایک ماہ میں قرآن حفظ کر لیا اس اعتبار سے یہ بات درست ہے کہ ماہ مبارک کے ۲۷؍دنوں میں حفظ قرآن کو انھوں نے ایک ماہ لکھ دیا مگر آپ کی توجہ دلاؤں اس قلیل وقت کی طرف کہ اذان عشاء اور جماعت کھڑے ہونے کے درمیان ۱۵ تا ۲۰ منٹ سے زیادہ وقفہ نہیں ہوتا ہے اس اعتبار سے انھوں نے روزانہ ۱۵ منٹ میں حفظ قرآن کیا اور ۲۷؍دنوں کے معنی یہ ہوئے کہ انھوں نے صرف ۷؍گھنٹوں میں قرآن پاک حفظ کیا۔ راقم نے ایک زبانی روایت یہ بھی سنی تھی کہ شاید مغرب کی اذان اور افطار کے بعد سے لے کر عشاء کی اذان کے درمیان ۲۷؍روز میں حفظ کیا تھا اس لیے راقم نے اس وقت ۲۷؍گھنٹوں کا حساب کیا تھا مگر یہ جو مولانا امانت رسول نے حقیقت لکھی ہے تو اس لحاظ سے امام احمد رضا صرف ۷؍گھنٹوں میں حفظ قرآن کرنے والے شاید عالم اسلام کے واحد حافظ قرآن ہوں گے۔ یہ ہے "ھذا من فضل ربی" کا صحیح حقدار اور "وایدھم بروح منه" کا کمال۔

آپ کو جب اللہ عزوجل نے اتنا اعلیٰ حافظہ عطا فرمایا جس کے باعث آپ کو اکثر کتب فقہ اور کتب حدیث اور کتب تفاسیر کی عبارتیں حفظ تھیں تو پھر یقیناً ان کو ترجمۂ قرآن کرواتے وقت نہ تو کتب کی ضرورت پیش آئی ہوگی اور نہ کسی لغت کی اور انھوں نے ترجمۂ قرآن اردو بھی قلیل وقت میں مکمل کر لیا ہوگا۔ آگے اس کی تفصیل سے آگاہی حاصل کریں۔

قلیل وقت میں لکھا گیا اردو ترجمۂ قرآن "کنز الایمان":

اردو زبان کی ابتداء اگر چہ آٹھویں صدی ہجری میں نظر آتی ہے۔ برصغیر میں یہ زبان

کئی مقامات پر بنتی اور بڑھتی نظر آتی ہے اور اس زبان کو صوفیائے کرام نے پروان چڑھانے میں بہت اہم قلمی کردار ادا کیا جس کی تائید بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنی تصنیف پرانی اردو میں قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر میں لکھ کر کی تھی۔ ایک اور اہم تصنیف جس میں آپ نے اردو کی نشونما میں صوفیا کرام کی خدمات کو سراہا تھا وہ تھی "اردو کی ابتدائی نشونما میں صوفیائے کرام کا کام" جو انجمن ترقی اردو پاکستان نے ۱۹۷۴ء میں شائع کی تھی۔

جب سے اردو زبان ایک ادبی زبان بننا شروع ہوئی اہل علم نے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بھی اردو زبان میں لکھنے کی ابتداء کی۔ اردو ترجمہ قرآن کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم جتنی اردو زبان کی تاریخ مگر مکمل اردو تراجم ابتدائی تیرھویں صدی ہجری میں کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلا مکمل اردو زبان میں ترجمہ قرآن شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادگان کے نام آتے ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کو (المتوفی ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء) یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کا اول لفظی ترجمہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء میں مکمل کر لیا تھا مگر اس کی اول اشاعت ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۴۰ء میں نستعلیق ٹائپ میں ہوئی تھی۔ اس میں آپ نے عربی کلمہ کے نیچے اسکا اردو ترجمہ لکھ دیا تھا جو ایک طرح سے ترجمہ کے بجائے لغت کہی جا سکتی ہے یعنی لغوی ترجمہ، اس کے بعد جلد ہی ان کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (م۔ ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۴ء) نے اردو زبان کا پہلا با محاورہ ترجمہ ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء میں مکمل کر لیا تھا اس کا پہلا ایڈیشن موضوع قرآن کے نام سے ۱۳۰۸ھ میں شائع ہوا تھا۔

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کنزالایمان اور معروف اردو قرآنی تراجم، ص: ۱۲۰، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء)

امام احمد رضا خاں کے اردو ترجمہ قرآن سے قبل ان دو تراجم کے علاوہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآن، سرسید احمد خاں کا ترجمہ قرآن، عاشق الٰہی میرٹھی کا ترجمہ قرآن، مولوی فتح محمد جالندھری کا ترجمہ قرآن، عبداللہ چکڑالوی کا ترجمہ قرآن، مولوی اشرف علی تھانوی کا

ترجمہءقرآن اور مولوی محمد عبدالحق حقانی دہلوی کے ترجمہءقرآن برصغیر میں شائع ہو چکے تھے۔ ان تمام اردو تراجم میں جو بنیادی کمی پائی گئی وہ یہ تھی کہ ادب الوہیت اور ادب رسالت کا خیال نہ رکھا گیا جس کے باعث متعدد آیات کے تراجم میں مترجمین سے اللہ ورسول کی شان الوہیت وشان رسالت میں قلمی گستاخیاں سرزد ہوئیں اور کئی مقامات پر ترجمہءقرآن منشاء الٰہی کے مخالف بھی کیا گیا اس کی تفصیل سے آگاہی کے لیے راقم کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان (کنزالایمان اور دیگر معروف اردو تراجم قرآن) کا ضرور مطالعہ کریں جو ۱۹۹۹ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہوا تھا۔ راقم نے یہ مقالہ جامعہ کراچی کے شعبہ علوم اسلامیہ میں پیش کیا تھا اور جامعہ کراچی نے ۱۹۹۳ء میں احقر کو پی۔ ایچ۔ڈی کی سند کے لیے اہل قرار دیا تھا۔

امام احمد رضا کا ترجمہءقرآن الحمدللہ تمام نقائص سے مبرا ہے اور اس ترجمہ کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اس زمانے میں بازار میں اوپر بیان کیے گئے تراجم تو موجود تھے لیکن ان تراجم سے مسلمانوں کے ایمان تذبذب کا شکار ہو رہے تھے چنانچہ احباب اہلسنت نے امام احمد رضا سے قرآن کریم کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی استدعا کی جو انھوں نے قبول کر لی اور پھر کس طرح یہ ترجمہءقرآن مکمل ہوا اس کی تاریخ ملاحظہ کریں۔

امام احمد رضا کے ایک اور مؤرخ مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی کنزالایمان کے ترجمہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "یہ معلوم کرکے ناظرین کو سخت حیرت ہوگی کہ اتنی کثیر خوبیوں والا ترجمہءقرآن کنزالایمان بغیر کسی کتاب کی مدد کے اور بغیر کسی تیاری کے عالم ظہور میں آیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کرنے کی گزارش کی۔ آپ نے وعدہ تو فرما لیا لیکن

دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ (کثیر فتویٰ نویسی) کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ حضرت امجد علی علیہ الرحمہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چونکہ ترجمہ کرنے کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت امجد علی ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ کام شروع ہو گیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی آیات کا ترجمہ بولتے جاتے اور مولانا امجد علی اس کو لکھتے رہتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طور پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے بعدُ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے، نہیں! بلکہ برجستہ زبانی طور پر املا کروادیتے اور زبانی ترجمہ اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف فرفر پڑھتا جاتا ہے اور آپ فرفر اس کا ترجمہ کرتے جاتے، جب مولانا امجد علی اودیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیح ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہوتا۔ الغرض اس قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا اور پھر وہ مبارک ساعت بھی آگئی کہ امجد علی علیہ الرحمہ نے ترجمہ مکمل کروالیا"۔

(مولانا بدرالدین احمد، امام احمد رضا اور ان کے مخالفین، مطبوعہ گجرات ۱۹۸۵ء)

قارئین کرام مولانا بدرالدین احمد خان نے کنزالایمان ترجمہ قرآن کے قلیل وقت میں ترجمہ کرنے کا حوالہ دیا اور یہ بھی بتایا کہ ترجمہ کرنے یا کرواتے وقت اعلیٰ حضرت کے سامنے

کوئی کتاب نہ ہوتی بلکہ جس طرح حافظہ میں قرآن کریم تھا اسی طرح ترجمہء قرآن بھی اسی لیے بہت روانی کے ساتھ آپ نے ترجمہ املا کروادیا اور اللہ تعالیٰ کی ان آیت کے مصداق ٹھہرے کہ "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ" اور آیت "وایدھم بروح منه" کا کمال مظاہرہ کیا۔

قارئین کرام اس سے قبل کہ احقر آپ کو اس قلیل وقت اور نشستوں کی تعداد ثبوت وشواہد کے ساتھ بتائے پہلے آپ کو کنز الایمان کے ترجمہء قرآن کے اصل مسودہ یا مخطوطے کی تاریخ بتاؤں کہ کس طرح احقر کو اس مخطوطے کی کاپی حاصل ہوئی جس میں قلیل دورانیے اور نشستوں کے ثبوت موجود ہیں، اسکی تفصیل بھی راقم کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں موجود ہے یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے چند ضروری باتیں عرض کرتا ہوں۔

راقم نے ۱۹۸۶ء میں ایم اے اسلامیات پرائیویٹ امتحان دے کر کیا۔ان دنوں راقم شعبہ ارضیات جامعہ کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہا تھا۔ ۱۹۸۲ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی میں بحیثیت خادم شمولیت کے بعد اعلیٰ حضرت کی کتب پڑھنے بالخصوص کنز الایمان پڑھنے کا شوق بڑھا اس لیے ایم۔اے کی سند حاصل کی اور پھر پی ایچ ڈی کے لیے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی (م۔۲۰۰۸ء) کی نگرانی میں جامعہ کراچی کے شعبہ علوم اسلامی میں اپنا پی ایچ ڈی کا Synopsis بعنوان "کنز الایمان فی ترجمۃ القران اور دیگر معروف اردو تراجم کا تقابلی جائزہ" جمع کیا اور ۱۹۹۳ء میں الحمدللہ سند حاصل کر لی۔راقم کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ نہ صرف کراچی بلکہ پورے پاکستان میں سب سے پہلے امام احمد رضا کے حوالے سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

دوران تحقیق قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کنز الایمان کا یا تو مخطوطہ حاصل کریں یا اس کی اشاعت اول کا نسخہ تا کہ جو ترجمہ کی عبارتیں پیش کی جائیں وہ مصدقہ ہوں۔چنانچہ راقم نے برصغیر کے تمام علمی اداروں میں ان دو کے حصول کے

لیے خط لکھے، راقم کو شائع شدہ نسخوں میں اول اشاعت کا نسخہ تو نہ ملا البتہ اشاعت دوم کا نسخہ مل گیا جو مراد آباد سے شائع ہوا تھا جس پر مولانا نعیم الدین کا حاشیہ خزائن العرفان بھی تھا مگر اول نسخہ بغیر حاشیہ والا نہ مل سکا۔

دوران تحقیق ۱۹۸۸ء میں انڈیا سے مفتی عبدالمنان کلیمی کا فون آیا کہ آپ کی دلی مراد پوری ہوئی اور کنزالایمان ترجمہ قرآن کا اصل مخطوطہ مل گیا ہے اس کی مختصر کہانی انھوں نے فون پر بتائی مگر بعد میں ایک تفصیلی خط لکھا جس میں اس مسودہ مخطوطے کے ملنے کا احوال لکھا جس کی بازیابی اللہ کے فضل اور اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی۔ تفصیل ملاحظہ کریں۔

مراد آبادی کی ایک قدیم مسجد میں ایک بوری میں قرآن کریم کے بوسیدہ نسخے اور اوراق جمع تھے جب وہ بوری بھر گئی تو خدام نے اجازت مانگی کہ ان بوسیدہ اوراق کو ٹھنڈا کر دیا جائے امام صاحب نے جو مفتی عبدالمنان کلیمی کے قریبی عزیز تھے خادموں سے کہا کہ بوری کو انڈیل کر دیکھ لو کہ بعض دفعہ بالکل صحیح قرآن کریم کے نسخے بھی کوئی ڈال دیتا ہے اور وہ یوں ضائع ہو جاتے ہیں خادموں نے جب بوری اُنڈیلی تو اس میں ایک رجسٹر ملا جس میں اردو تحریر تھی اسکی ابتدائی کچھ صفحات بوسیدہ ہو گئے تھے مگر بقیہ رجسٹر کے صفحات سالم تھے۔ امام صاحب نے جب بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور جب آخری صفحہ پر نظر ڈالی تو اس پر ۱۳۳۰ھ سال کے ساتھ امام احمد رضا کا نام و دستخط تھے۔ وہ فوراً مولانا کلیمی کے پاس گئے اور کہا یہ تو امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کا مسودہ معلوم ہو رہا ہے پھر اور کئی علمائے سے تصدیق کرائی تو معلوم ہوا کہ تحریر مولانا امجد علی اعظمی کی ہے اور ترجمہ کنزلایمان ہے اسطرح کنزلایمان کا مخطوطہ دریا برد ہوتے ہوتے بچا اور راقم جو کنزالایمان کے حوالے سے پی ایچ ڈی کر رہا تھا مجھے مل گیا۔ اس مسودے کے حصول کو یقیناً امام احمد رضا کی کرامت ہی کہا جائے گا کہ اللہ نے مخطوطہ ضائع ہونے سے بچا لیا کہ اس میں کتنے راز پوشیدہ تھے۔ سب سے بڑا راز یہ کہ قلیل ترین

مدت میں کیا جانے والا مسودہ مخطوطہ کنز الایمان جسے امام احمد رضا نے ۴۰ نشستوں اور لگ بھگ ۳۰ گھنٹوں میں مکمل کیا تھا۔ یہ عالمی ریکارڈ ضائع ہو جاتا، اگر بوری کو دریا برد کر دیا جاتا۔

کنز الایمان مخطوطہ کی تفصیلات:

کنز الایمان مخطوطہ کی فوٹو کاپی راقم کو ۱۹۸۸ء میں حاصل ہوئی تھی یہ مخطوطہ A.4 سائز کے ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اس مخطوطے کے جگہ جگہ سے چند صفحات اس فوٹو کاپی میں غائب ہیں یا تو وہ اس قابل نہ تھے کہ ان کی فوٹو کاپی بن سکتی یا ممکن ہے کہ وہ صفحات ضائع ہو گئے ہوں جو صفحات اس مخطوطے کی فوٹو کاپی میں نہیں ہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱) صفحہ ۱ تا ۶ ۲) صفحہ ۱۷۳ تا ص ۲۱۲

۳) صفحہ ۲۲۱ تا ص ۲۳۶ ۴) صفحہ ۲۵۳ تا ص ۲۸۶

یعنی کل ۳۲۵ صفحات میں سے ۸۳ صفحات غائب ہیں بقیہ تمام صفحات صحت کے لحاظ سے ٹھیک ہیں اور تمام عبارتیں پڑھنے کے لائق ہیں۔

اس مسودہ میں ۲۷ مقامات پر وقت اور تاریخ بھی درج ہے اس کی تفصیل بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی اور کب کب نشستیں قائم ہوئی تھیں۔

۱) ص: ۳۱، سورۃ البقرہ کی آخری آیت تک
شب بست نہم قبل عشاء باختتام جمادی آخر

۲) ص: ۴۷، مکمل سورہ آل عمران شب پنجم رجب

۳) ص: ۶۳، مکمل سورہ النساء شب دھم رجب قبل العشاء ۱۳۳۰ھ

۴) ص: ۷۹، سورہ مائدۃ مکمل تا سورہ الانعام کے ۸ ویں رکوع تک
۱۳ رجب المرجب شب قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۵) ص: ۸۷، سورہ الانعام کے ۹ ویں رکوع تا سورہ الانعام کے آخری رکوع تک
۱۶ رجب شب قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۶)ص:۱۳۰، سورہ الاعراف تا سورہ الانفال کی آیت ۶۴ تک

۲۱ رجب المرجب شب قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۷)ص:۱۰۷، مختصر نشست بقیہ سورہ الانفال تا سورہ التوبہ کے تیسرے رکوع تک

۲۲ رجب المرجب قبل عشاء ۱۳۳۰ھ۔

۸)ص:۱۱۵ سورہ توبہ کے چوتھے رکوع تا سورہ توبہ کے ۱۵ ویں رکوع تک

۲۵ رجب المرجب قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

نوٹ: ماہ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ میں نشست ۲ تا ۸ یعنی سورہ الاعمران تا سورہ التوبہ کی ۱۵ ویں رکوع کا کام جو نشستوں میں ص:۳۲ تا ۱۱۵ مکمل ہوا تھا اور یہ نشستیں رجب المرجب کی ۵، ۱۰، ۱۳، ۱۶، ۲۱، ۲۲ اور ۲۵ تاریخوں میں ہوا تھا۔

۹)ص:۱۲۹، سورہ توبہ کے آخری رکوع تا سورہ ھود کے رکوع ۸ تک

غرہ شعباہ پہلی شعبان قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۰)ص:۱۳۳، مختصر نشست سورہ ھود کے رکوع ۹ تا سورہ یوسف کے رکوع ۳ تک

۳ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۱)ص:۱۳۶، مختصر نشست سورہ یوسف کے رکوع ۴ تا رکوع ۸ تک

۴ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۲)ص:۱۳۷، مختصر نشست سورہ یوسف کے رکوع ۹ اور ۱۰ تک

۵ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۳)ص:۱۴۳، مختصر نشست سورہ یوسف کے رکوع ۱۱ تا سورہ ابراہیم کے رکوع تک

۲۷ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۴)ص:۱۴۹، سورہ ابراہیم کے رکوع ۳ تا سورہ الحجر کے آخری رکوع تک

۹ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۵)ص: ۱۵۳،سورۃ النحل کے رکوع نمبر۱تا رکوع نمبر ۹

مختصر نشست ۱۵ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۶)ص: ۱۶۳،سورہ النحل کے ۱۰ویں رکوع تا سورہ اسریٰ کے آخری رکوع تک

۱۹ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۷)ص: ۱۶۵،مختصر نشست سورۃ الکہف کے ایک تا ۴ رکوع تک

۲۰ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۸)ص: ۱۶۹،سورہ الکہف کے رکوع ۵ تا رکوع ۱۰ تک

۲۱ شعبان المعظم قبل عشاء ۱۳۳۰ھ

۱۹)ص: ۱۷۰ تا ۱۷۲،سورہ الکہف کے رکوع ٦ تا سورہ مریم کی آیت نمبر ۴۲ تک

کا ترجمہ موجود ہے اس نشست کا اختتام کہا ہوا اس کا علم نہ ہوسکا کیونکہ اس کے بعد ص: ۱۷۳ تا ۲۱۲ صفحات موجود نہیں ہیں۔یعنی سورہ مریم کے رکوع ۲ آیت نمبر ۴۲ کے بعد سے لے کر سورہ النحل کی آیت ۲۵ تک کا ترجمہ ان صفحات میں موجود نہیں ہے اس لیے ان ۲۹ صفحات میں کتنی نشستیں ہوئیں اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ممکن ہے ۳-۴ نشستیں ہوئی ہوں۔واللہ اعلم

۲۰)۲۰ویں نشست،ص: ۲۱۳ تا ۲۱۵ سورہ النحل کی آیت ۲۹ تا رکورع نمبر ٦ تک

اس نشست کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کہاں سے شروع ہوئی البتہ ص: ۲۱۵ پر جو تاریخ درج ہے وہ جمادی الاول کی ۲ تاریخ درج ہے اس کے معنی یہ کہ ماہ رمضان شوال ذیقعدہ ذالحجہ محرم الحرام،صفر المظفر ،ربیع الاول،ربیع الثانی، کے ۸ ماہ میں کام نہیں ہوا البتہ جو صفحات موجود ہیں اس میں بھی ۳-۴ نشستیں ہوئی ہوں گی اور پھر کام شروع ہوا اور اس کی اول نشست جو ان صفحات میں ملتی ہے وہ شب لیل عشا ۲ جمادی الاول کی ہے۔

۲۱)اس نشت کی مکمل تفصیل اس لیے نہیں ہے کی ص: ۲۱۵ تا ۲۲۰ میں سورہ النمل کے رکوع ۷ تا سورہ القصص کی آیت ۴۷ تک کا ترجمہ موجود ہے اس کے بعد نشست کب ختم ہوئی اور

ص:۱ ۲۳ ۲ تا ۶ ۲۳ ۲ تک یعنی مزید ۱۵ صفحات میں کتنی نشست ہوئی تھی یہ معلومات نہیں ان ۱۵ صفحات میں ممکن ہے ایک یا دو نشستیں مزید ہوئی ہوں۔ سورہ قصص کی آیت ۴۷ تا سورہ الاحزاب کی آیت نمبر ۶۴ کا ترجمہ ان صفحات میں نہیں ہے۔

۲۲) ص: ۷ ۲۳ ۲ تا ۰ ۲۴ ۲ یعنی سورہ الاحزاب کی آیت ۶۵ تا سورہ سبا کی آخر تک کی آیت کا ترجمہ جمادی الاولیٰ کی کسی تاریخ کو ہوا تھا مگر ص ۰ ۲۴ ۲ پر صرف جمادی الاولیٰ لکھا ہے۔ یقیناً اس نشست کا اختتام بھی قبل عشاء ہی ہوگا۔

۲۳) ص: ۰ ۲۴ ۲ تا ۹ ۲۴ ۲ یعنی سورہ فاطر تا سورہ صفات کی آخری آیت تک یہ نشست بھی ۹ جمادی الاولیٰ قبل عشاء ۰ ۱۳۳ھ کی ہے۔

۲۴) یہ نشست بھی مکمل نہیں کہی جاسکتی کہ یہ نشست شروع ہو رہی ہے ص: ۹ ۲۴ ۲ سے سورہ ص سے اور ص: ۲۵۲ تا ۲۸۶ یعنی ۳۳ صفحات موجود نہیں ہیں۔ ان صفحات میں بھی کم از کم ۳-۴ نشستیں ہوئی ہونگی جو ریکارڈ میں مخطوطے میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۳۲۵ تک تمام ریکارڈ صفحات میں محفوظ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۲۵) ص: ۲۸۷ تا ۲۹۲ سورہ الرحمٰن تا سورہ الحدید تک تاریخ پڑھنے میں نہیں آرہی مگر یہ نشست جمادی الآخر میں قائم ہوئی تھی قبل عشاء۔

۲۶) ص: ۲۹۲-۲۹۵ سورہ المجادلۃ اور سورہ الحشر ۲۱ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۲۷) ص: ۲۹۵ تا ۳۰۲ سورہ الممتحنۃ تا سورہ التحریم ۲۲ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۲۸) ص: ۳۰۲-۳۰۴ سورہ الملک تا سورہ القلم مختصر نشت ۲۳ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۲۹) ص: ۳۰۴-۳۰۸ سورہ الحاقۃ تا سورہ الجن ۲۴ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۳۰) ص: ۳۰۸-۳۱۲ سورہ المزمل تا سورہ دہر ۲۵ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۳۱) ص: ۳۱۲ تا ۳۱۷ سورہ المرسلت تا سورہ المصطففین ۲۶ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۳۲) ص: ۳۱۷ تا ۳۲۲ سورہ الانشقاق تا سورہ التین ۲۷ جمادی الاخر ۰ ۱۳۳ھ قبل عشاء

۳۳)ص:۳۲۲-۳۲۵سورہ العلق تا سورہ الناس ۲۸ جمادی الاخر ۱۳۳۰ھ قبل عشاء

قارئین کرام ان ۳۲۵ر صفحات میں سے ۲۴۲ر صفحات میں کل ۳۳ نشستیں قائم ہوئیں جو تاریخ کے ساتھ محفوظ ہیں اور اہم ترین بات یہ کہ سب نشستیں مغرب تا قبل عشاء قائم ہوئیں نہ رات میں نہ قیلولہ کے وقت اور یہ نشستیں بھی سب گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی نہ تھیں اس میں ۱۰-۱۲ نشستیں مختصر بھی تھیں جب کہ ۸۳ر صفحات کی نشستوں کا ریکارڈ اس مسودہ میں موجود نہیں اگر ہر نشست کا دورانیہ ایک گھنٹہ بھی لگا لیا جائے اور مختصر نشست کا دورانیہ آدھا گھنٹہ لگا یا جائے تو یہ ۳۷ر نشستوں کا کل وقت ۲۰-۲۲ گھنٹے بنتا ہے اور اس اوسط سے جو صفحات ۸۳ موجود نہیں ان کے اوقات بھی اگر اسی تناسب سے نکالے جائیں تو ۸-۱۰ گھنٹے کی نشستیں بنتی ہیں اس لیے کل ۴۰ر نشستیں ۴۰ر گھنٹوں میں پائے تکمیل کو پہنچیں۔اس قلیل وقت میں دنیا کی مشکل ترین کتاب کلام اللہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ بغیر کسی کتاب کی مدد کے اور بغیر کسی کتاب کو دیکھے فی البدیہہ ترجمہ مکمل املا کروادیا تھا بلکہ اسی طرح جس طرح کوئی لکھا ہوا ترجمۂ قرآن پڑھتا جائے اور تیزی سے لکھنے والا لکھتا جائے، یہ ہے" ھذا من فضل ربی " کا پرتو۔

قارئین کرام! راقم نے صفحہ بہ صفحہ کی تفصیل اس لیے یہاں قلمبند کی ہے تا کہ محققین حضرات کے سامنے سارے شواہد آجائیں اور وہ ان شواہد کے بعد یہ یقین کرسکیں کہ امام احمد رضا پر اللہ عزوجل کا خاص کرم تھا کہ ان کے حافظے کو اتنا مضبوط بنا دیا تھا جیسا کہ آج کے دور میں کمپیوٹر کے اندر محفوظ فائل۔امام احمد رضا کے حافظے میں چونکہ اکثر علوم کی کتب بالخصوص تفسیر، احادیث اور ان کی شروح اور فقہ کی تمام کتب تھیں اس لیے جب مولانا امجد علی اعظمی کسی بھی سورۃ کی آیات تلاوت فرماتے ،امام احمد رضا کے ذہن میں محفوظ تمام کتب کی فائیل سامنے ہوتیں اور وہ اس کے مطابق ترجمہ املا کروادیتے تھے۔اتنی کم نشستوں میں جن کے کل گھنٹے ۴۰ بنتے ہیں پورے قرآن کا ترجمہ کروا دینا ایک ایسا منفرد کارنامہ ہے کہ اگر اس کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے کہ ایک عربی زبان کی اتنی ضخیم کتاب کا ترجمہ ایک شخص نے صرف ۴۰ گھنٹے میں کردیا تو

دنیا کے تمام قلمکاروں کو حیرانی ہوگی کہ اتنی تیزی سے تو ترجمہ کرنا ناممکن ہے مگر ایسے ناممکن کو ممکن بنانا مسلمان ہی جانتے ہیں کہ ان کے پیچھے اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ کارنامہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے حوالے سے نہیں بلکہ اسلام میں ہزاروں کتابوں کے ترجمے کیے گئے ہیں۔ اہل قلم نے کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتب کے بھی ترجمے کیے ہیں، قرآن کریم کا ترجمہ غالباً دنیا کی ہر زبان میں کیا جاچکا ہے، احادیث کی کتابوں کے بھی ترجمے کیے جاچکے ہیں۔ ان سب ترجموں میں دو باتیں سب میں مشترک پائی جائینگی کہ مترجم نے ترجمہ کرتے وقت تمام مآخذ کو سامنے لکھا اور ایک مناسب وقت میں وہ اس کا مکمل ترجمہ کرسکے مگر امام احمد رضا ان ہزاروں نہیں لاکھوں مترجمین میں یوں منفرد نظر آرہے ہیں کہ انھوں نے ترجمہء قرآن کرتے وقت کوئی کتاب مآخذ کے طور پر سامنے نہ رکھی جس کے گواہ مولانا امجد علی اعظمی ہیں، دوسرے اتنے قلیل وقت میں دنیا کی مشکل ترین (ترجمہ کرنے کے اعتبار سے) کتاب یعنی قرآن مجید کا فی البدیہہ ترجمہ املا کروادیا۔ تیسرے یہ کہ پورے قرآن کے ترجمہ میں کسی جگہ بھی انھوں نے ایک دفعہ ترجمہ املا کروانے کے بعد اس کا دوبارہ ترجمہ نہ کرایا کہ جو اللہ کے فضل سے ترجمہ زبان سے جاری ہوا اس کو دوبارہ نظر ثانی کی ضرورت پیش نہ آئی، اور نہ ہی پوار ترجمہ املا کروانے کے بعد انھوں نے اس کو دوبارہ نظر ثانی کیا مگر جو کردیا وہ اس وقت کے علماء کے نزدیک تمام تفاسیر کا آئینہ تھا۔

قارئین کرام! راقم نے ۱۹۹۳ء میں جامعہ کراچی سے "کنزالایمان اور دیگر اردو متراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ" پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی تھی، راقم نے اس کے لیے نہ صرف امام احمد رضا کا ترجمہء قرآن کنزالایمان کا بغور مطالعہ کیا تھا بلکہ ۱۸ / ۲۰ دیگر معروف اردو قرآنی تراجم کا بھی تفصیل سے مطالعہ کیا تھا اور اس تحقیق میں بہت سی باتیں تھیں لیکن یہاں چند باتوں کا ذکر کرنا چاہوں گا تاکہ قارئین کو یہ بتاسکوں کہ اردو زبان میں سب سے اعلیٰ ترجمہ صرف امام احمد رضا خان کا ہی ہے جو ترجمہء قرآن کے ہر اعتبار سے ترجمہ کرنے کے اہل تھے اور ان جیسی اہلیت

کسی بھی دوسرے مترجم قرآن میں نہ تھی۔

۱) آپ جتنے کثیر علوم وفنون میں عقلیہ اور نقلیہ دونوں میں ماہر تھے دوسرا کوئی نہ تھا۔

۲) آپ اکثر کتب حدیث وتفسیر اور فقہ کی کتابوں کے حافظ تھے ایسا کوئی دوسرا نہ تھا۔

۳) آپ جتنے کثیر التصانف قلمکار تھے دوسرا نہ تھا۔

۴) آپ جتنے تیز رفتار قلمکار تھے دوسرا نہ تھا۔

۵) آپ نے ہزاروں فتاویٰ اور ہزار سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو میں کتب تصنیف کیں مگر کبھی کسی عبارتِ فتویٰ کو رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔

۶) آپ نے قرآن صرف ۲۷ گھنٹوں میں حفظ کیا تو وہیں قرآن کا ترجمہ ۴۰ گھنٹوں میں لکھ کر عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ مرزآ بیگ نے سچ کہا۔

خدمت قرآنِ پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رَضَاؔ سے صاحبِ قرآں ہے آج بھی

امام احمد رضا کا ترجمہء قرآن جس کا نام علم الاعداد کے اعتبار سے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" رکھا گیا کہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں اس کا کام مکمل ہوا اس کی اول اشاعت کب ہوئی اس کا ایک حوالہ الفقیہ ۱۹۲۶ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا جس میں اس ترجمہ سے متعلق یہ اشتہار شائع ہوا ہے۔

"عنوان اشتہار: قرآن پاک کا سب سے نفیس ترجمہ، ترجمہ کی خوبی حضرت مترجم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ کی علمی جلالت سے ظاہر ہے۔ یہ ترجمہ قرآن پاک کے بین السطور تحت الالفاظ (26x22) تقطیع رف کاغذ پر ۴۸۸؍صفحات پر طبع ہوا ہے جو اب تک ۳ روپے فی جلد کے حساب سے ہدیہ ہوتا رہا ہے بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ ۱۴؍فروری ۱۹۲۶ء تک کے لیے اس کا

ہدیہ بجائے ۳؍روپے کے دوروپے کردیا گیا۔ رعایت کے دن اور قرآن کی جلدیں دونوں کم رہ گئی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پتہ نوٹ کریں: منیجر نعیمی پریس مرادآباد چوکی حسن خاں"۔

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کنزالایمان اور معروف اردو تراجم قرآن، ص ۳۲۶ مطبوعہ کراچی)

اس اشتہار سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن کی اول اشاعت جو غالباً بغیر حاشیہ کے ہے ان کی حیات میں شائع ہو چکا تھا اور اس کا دوسرا ایڈیشن جو "حاشیہ خزائن العرفان" کے ساتھ تھا وہ غالباً بعد میں شائع ہوا۔

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی فاضل بریلی کے قلم کی جولانیاں آپ نے ملاحظہ کیں ان کی تمام تصنیفات اور مقالات وفتاویٰ میں ان کے قلم کی یہ ہی رفتار نمایاں ہے۔ ان پر چونکہ اللہ کا فضل ہمیشہ شامل حال رہا اس لیے انھوں نے جب بھی قلم اُٹھایا مسئلہ کو جلد از جلد پائے تکمیل تک پہنچایا۔ وہ جب "قصیدۂ سلامیہ" قلمبند کررہے تھے تو وہ بھی ایک ہی نشست میں مکمل کرلیا، جس میں ۱۷۲؍اشعار ہیں۔ انھوں نے جتنے بھی قصائد لکھے، سب ایک ایک نشست ہی میں، اسی طرح اکثر تصانیف بھی ایک ہی نشست میں لکھیں گئیں، یہ سب "ھذا من فضل ربی" کا فضلِ ربی تھا اور ان کے لیے غیب سے مدد "وایدھم بروح منہ" ہمیشہ شامل حال رہی۔

آخر میں مولانا امانت رسول قادری نوری برکاتی پیلی بھیتی کی ایک منقبت سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:ـ

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
با خدا عاشق سید المرسلین سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
علم وعرفان کی کتنی نہریں بہیں تم نے دس سو سے زیادہ کتابیں لکھیں
ہو صدی چودھویں کے مجدد تم ہی سیدی مرشدی شاہ احمدرضا

حیرت انگیز تھی قوتِ حافظہ ہے کرامت ہر اک آپ کا واقعہ
آپ کا دورِ حاضر میں ثانی نہیں سیدی مرشدی شاہ احمدر ضا
ایک لمحے میں حل مسئلے کو کیا مرحبا مرحبا کہہ اُٹھے سر ضیاء
آج دیکھا ہے علم لدّنی کہیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
پیر سید جماعت علی شاہ سے کہا خواب میں شاہ غوث الوریٰ نے مرا
ہے بریلی میں احمد رضا جانشیں سیدی مرشدی شاہ احمدر ضا
ہجری تیرہ سو چالیس تھی وقتِ ظہر جمعہ کا دن تھا تاریخ پچیس صفر
چل دیے آپ پھر سوئے خلد بریں سیدی مرشدی شاہ احمدر ضا

اللّٰھم صل وسلم لرسو لك محمد وّاله ○ صلی رب محمد علیٰ محمد وّاله وسلم ○ وصلی الله تعالیٰ وبارك وسلم علیٰ جد الشیخ عبدالقادر ثم علی الشیخ عبدالقادر یافضل العظیم صلی علیٰ فضلك العظیم وٰالہٖ وصحبہٖ وبارك وسلم تفضل علینا بفضلك العظیم ○

(مجموعہ درود رضویہ، از امام احمد رضا، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

۱۶ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ
۲۲ ستمبر ۲۰۲۴ء

خادم تعلیماتِ رضا
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
صدر، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

Printed by: AL-MUKHTAR Publications Karachi. +92 303 9205511

عکس قلمی مخطوطہ کنز الایمان از امام احمد رضا

دور کی بیشک ۱۶۷ وہ دور کی گمراہی میں پڑے بیشک جنھوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھے اللہ ہرگز اونھیں نہ بخشیگا نہ اونھیں
راہ دکھائے مگر جہنم کا راستہ کہ اوسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور یہ اللہ کو آسان ہے اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ
تشریف لائے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور
اللہ علم و حکمت والا ہے اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا
رسول ہی ہے اور اوسکا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اوسکی طرف کی ایک روح تو اللہ اور اوسکے رسولوں
پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اوسے اس سے کہ اوسکے کوئی بچہ ہو اوسی کا مال ہے جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے
اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام
کیے اونکی مزدوری اونھیں بھرپور دیکر اپنے فضل سے اونھیں اور زیادہ دیگا اور وہ جنھوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا اونھیں
دردناک سزا دیگا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائینگے نہ مددگار اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے
واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اوتارا تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اوسکی رسی مضبوط تھامی تو
عنقریب اللہ اونھیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کریگا اور اونھیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائیگا —
اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بےاولاد ہے
اور اوسکی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اوسکی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں
ہوں ترکہ میں اونکا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ
تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے —

شب دہم رجب قبل العشاء ۱۳۳۰ھ

سورۃ النساء کی آخری آیات کا ترجمہ بخط مولانا امجد علی اعظمی